# کیا میت کو غسل دینے کے بعد چھو سکتے ہیں؟



ریفرنس نمبر:Nor:11105　　　　تاریخ:14-11-2020

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میرے والد محترم کا انتقال ہوا، تو غسل ہو جانے کے بعد آخری دیدار کرواتے ہوئے میری بڑی بہن نے فرط محبت میں چہرے پر ہاتھ لگا کر محبت کا اظہار کرنا چاہا، تو اس پر خاندان کے بعض افراد نے بہن کو برا بھلا کہا اور بعض نے یہ بھی کہا کہ غسل میت کے بعد بلا حائل چھونا سخت گناہ ہے۔ برائے کرم یہ رہنمائی فرمادیں کہ اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا واقعی غسلِ میت کے بعد چھونا گناہ ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

**الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب**

آپ کی بہن کا اپنے والد مرحوم کے انتقال کے بعد فرطِ محبت سے ان کے چہرے پر ہاتھ لگانا بلاشبہ جائز فعل تھا۔ یاد رہے اگر کسی ناجائز فعل کا ارتکاب کیے بغیر انتقال کے بعد میت کو چھوا جائے یا بوسہ لیا جائے، تو شرعاً اس کی کوئی ممانعت نہیں، اگرچہ غسل میت ہو چکا ہو یا غسل میت کا سلسلہ باقی ہو، بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فرطِ محبت سے میت کی پیشانی چومنا حدیث پاک سے ثابت ہے اور فقہائے کرام کی واضح صراحتیں موجود ہیں کہ انتقال سے مسلمان کی میت صرف حکمی طور پر ناپاک ہوتی ہے، اس لیے میت کو غسل دیے جانے سے پہلے چھونا یا بوسہ لینا بھی جائز ہے، نیز غسل کے بعد بھی میت کو چھونے کی کوئی ممانعت نہیں، بلکہ فقہائے کرام نے واضح طور پر فرمایا کہ غسل میت کے بعد شہادت کی انگلی سے میت کی پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھ دی جائے۔ لہذا پوچھی گئی صورت میں آپ کی بہن کے اس جائز فعل پر جن افراد نے بُرا بھلا کہا، وہ غلطی پر ہیں، انہیں چاہیے کہ اس جائز فعل کو گناہ کہنے سے توبہ کریں اور آپ کی بہن کو بلا وجہ بُرا بھلا کہنے کی وجہ سے ان سے معافی بھی مانگیں۔

ابو داؤد شریف میں ہے: ”عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبل عثمان بن مظعون وھو میت حتی رایت الدموع تسیل“ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عثمان بن مظعون کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا، جبکہ ان

کا انتقال ہو چکا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بہہ رہے تھے۔

(سنن ابی داؤد، جلد2، صفحہ98، مطبوعہ لاھور)

مرقاۃ المفاتیح میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرمایا: "یعلم من ھذا ان تقبیل المسلم بعد الموت والبکاء علیہ جائز" یعنی اس روایت سے معلوم ہوا کہ موت کے بعد مسلمان میت کا بوسہ لینا اور اس پر (بغیر آواز کے) رونا جائز ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد4، صفحہ16، مطبوعہ ملتان)

بخاری شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال ظاہری کے احوال بیان کرتے ہوئے فرمایا: "دخل علی عائشۃ رضی اللہ عنہا فتیمم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو مغشی بثوب حبرۃ فکشف عن وجھہ ثم اکب علیہ فقبلہ وبکی، ثم قال: بابی انت وامی" یعنی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حبرہ چادر اوڑھائی گئی تھی، آپ رضی اللہ عنہ نے چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی، پھر جھکے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ لیا اور روئے پھر کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ (صحیح البخاری، جلد1، صفحہ166، مطبوعہ کراچی)

جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ لیا اس وقت آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو غسل نہیں دیا گیا تھا جیسا کہ عمدۃ القاری میں ہے: "وھو مسجی ببرد حبرۃ ولم یکن حینئذ غسل، فضلا عن ان یکون مدرجا فی الکفن" یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حبرہ چادر سے ڈھک دیا گیا تھا اور اس وقت غسل بھی نہیں ہوا تھا، چہ جائیکہ کفن میں داخل کر دیا گیا ہو۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، جلد6، صفحہ18، مطبوعہ ملتان)

نور الایضاح میں ہے: "ولا باس بتقبیل المیت للمحبۃ والتبرک تودیعا خالصۃ عن محظور" یعنی میت کا محبت، برکت اور رخصت وغیرہ کرنے کے مقصد سے بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں، جبکہ ممنوع شرعی کام سے بچ کر ایسا کیا جائے۔ (نور الایضاح مع حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، صفحہ573، مطبوعہ کراچی)

حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے: "اختلفوا فی نجاسۃ المیت فقیل نجاسۃ خبث وقیل حدث ویشھد للثانی مارویناہ من تقبیلہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان بن مظعون وھو میت قبل الغسل، اذلو کان نجسا لما وضع فاہ الشریف علی جسدہ" یعنی میت کی نجاست میں اختلاف ہے، ایک قول یہ کیا گیا کہ گندگی

کی وجہ سے ناپاک ہے اور ایک قول یہ کیا گیا کہ حدث کی وجہ سے ناپاک ہے، دوسرے قول کی تائید وہ حدیث ہے، جسے ہم نے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا ان کے انتقال کے بعد غسل سے پہلے بوسہ لیا، کیونکہ اگر مرنے سے ناپاک ہو جاتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دَہَن اقدس ان کے جسم پر نہ لگاتے۔

**(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، جلد2، صفحہ198، مکتبہ غوثیہ، کراچی)**

دوسرے قول کی ترجیح بیان کرتے ہوئے جد الممتار میں فرمایا: "فثبت وللہ الحمد ان الحدیث ینفی تنجس المسلم بالموت فوجب کما قال المحققان ترجیح ان غسلہ للحدث وقد قال فی البحر انہ الاصح" یعنی بحمد اللہ یہ ثابت ہو گیا کہ حدیث پاک سے موت کی وجہ سے مسلمان کے نجس ہونے کی نفی ہوتی ہے، تو دونوں محققوں کے فرمان کے مطابق اس کی ترجیح ضروری ہے کہ غسل میت حدث کی وجہ سے ہے اور بحر میں فرمایا یہی اصح ہے۔

**(جد الممتار، جلد3، صفحہ645، مکتبۃ المدینہ، کراچی)**

غسل میت کے بعد بھی میت کو چھونے میں حرج نہیں، جیسا کہ ردالمحتار میں ہے: "یکتب علی جبھۃ المیت بغیر مداد بالاصبع المسبحۃ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وعلی الصدر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، وذلک بعد الغسل قبل التکفین" یعنی میت کی پیشانی پر بغیر روشنائی کے کلمہ کی انگلی سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھیں اور سینے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھیں اور یہ لکھنا غسل کے بعد کفن پہنانے سے پہلے ہو۔

**(ردالمحتار مع الدر المختار، جلد3، صفحہ186، مطبوعہ کوئٹہ)**

ذو رحم محرم کی میت کو بلا حائل چھونا، جائز ہے، جیسا کہ حاشیہ شرنبلالی علی درر الحکام شرح غرر الاحکام میں ہے: "رجل ذو رحم محرم یمسھا بلا خرقۃ" یعنی ذی رحم محرم خرقہ (کپڑا وغیرہ حائل) کے بغیر بھی چھو سکتا ہے۔

**(حاشیہ شرنبلالی علی درر الحکام شرح غرر الاحکام، جزو1، صفحہ160، مطبوعہ کراچی)**

**واللہ اعلم** عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

**کتبـــــــــــہ**

**مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی**

27ربیع الاول1442ھ/14نومبر2020ء

دار الافتاء اہلسنت
darulifta@dawateislami.net



نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /darulifftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جا سکتی ہے